قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 13 نومبر 2021ء | 07 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 13 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:270

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اگر جابر حکمران ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟

سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اِعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپؐ نے پھر اعراض کیا۔ اُس نے دوسری یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا۔ جس پر اشعث بن قیس نے اُنہیں پیچھے کھینچا۔ تب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ اُن سے ہو گا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ تم سے ہو گا۔

(خلاصہ ازمسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر 4782)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

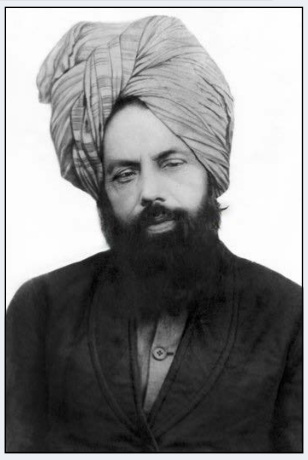

گورنمنٹ کی اطاعت ضروری ہے

یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وفاداری سے اسکی اطاعت کریں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔

(کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 186)

میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو.............. خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو اس کے شکر گزار اور فرمانبردار بنے رہو............. یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم بامن زندگی بسر کریں اس کے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے۔ اور جب ہم ایسے بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اس پر آگ برساویں اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380-381)

میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔

(کتاب البریۃ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 10)

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۶۰﴾

(النساء:60)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

پس حکومت کے دنیاوی نظام کے اندر ایک روحانی نظام بھی چل سکتا ہے اور چلتا ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس روحانی نظام کا حصہ ہیں اور امام الزمان کے نظام کو جاری کرنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی حکومت دلوں میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور تنازعہ کی صورت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

........تاریخ میں جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ کی دانشمندی، بےنفسی اور قومی مفاد کو پیش نظر رکھنے کا ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک جنگ کے دوران حضرت ابوعبیدہ کو حضرت عمرؓ کا خط ملا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا ذکر تھا اور حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو وسیع تر قومی مفاد کے پیش نظر اس وقت تک اس کی اطلاع نہیں کی جب تک اہل دمشق کے ساتھ صلح نہیں ہوگئی۔ اور جو معاہدہ صلح تھا اس پر آپ نے حضرت خالد بن ولید سے دستخط کروائے۔ حضرت خالد بن ولید کو بعد میں پتا چلا کہ مجھے تو معزول کر دیا گیا تھا اور ان کو سپہ سالار بنایا گیا تھا تو انہوں نے شکوہ کیا مگر آپ ٹال گئے اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مطمئن کر دیا۔ اسلامی جرنیل حضرت خالد بن ولید نے اس موقع پر اطاعتِ خلافت کا انتہائی شاندار نمونہ دکھاتے

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- ہدیہ نعت بحضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم (منظوم)
- راتوں کو اُٹھ کر رو رو، دعائیں مانگو
- تربیت اولاد کے طریق
- ظلم سے اجتناب کی تعلیم

دربارِ خلافت

جب تک حضور آپ کو مخاطب نہ کرتے
آپ کبھی نظر اُٹھا کر حضور کے چہرہ مبارک کی طرف نہ دیکھتے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ ولد چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن دنوں علاوہ مطب کے کام کے اس کمرے میں جہاں اب حکیم قطب الدین صاحب کا مطب ہے مثنوی مولانا روم کا درس دیا کرتے تھے۔ مجھے اپنے والد صاحب کے ہمراہ آپ کی صحبت کا بھی اُن ایام میں موقع ملتا رہا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ بعض دفعہ اس درس کے دوران میں کوئی آدمی آ کر کہہ دیتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لے آئے ہیں تو یہ سنتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ درس بند کر دیتے اور اُٹھ کھڑے ہوتے اور چلتے چلتے پگڑی باندھتے جاتے اور جوتا پہننے کی کوشش کرتے، اور اس کوشش کے نتیجے میں اکثر آپ کے جوتے کی ایڑیاں دَب جایا کرتی تھیں۔ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو جب تک حضور آپ کو مخاطب نہ کرتے تو آپ کبھی نظر اُٹھا کر حضور کے چہرہ مبارک کی طرف نہ دیکھتے۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 248-249 روایات حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ)

حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ فرماتے ہیں (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد روایت لکھنے والے نے لکھا ہے) کہ سب نے مولوی نور الدین صاحب کی بیعت کر لی اور مولوی صاحب نے فرمایا۔ ”کل مَیں تمہارا بھائی تھا۔ آج میں تمہارا باپ بن گیا ہوں۔تم کو میری اطاعت کرنی ہو گی۔ امۃ الحفیظ سب سے چھوٹی تھی، حضور کی اولاد میں سے۔(یعنی حضرت خلیفہ اولؓ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ امۃ الحفیظ حضور کی اولاد میں سے سب سے چھوٹی تھی) فرمایا کہ اگر امۃ الحفیظ کی بیعت کی جاتی تو مَیں اُس کی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی کہ مسیح موعود علیہ السلام کی۔“

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 283 روایات حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ ان تمام صحابہ کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور جس طرح ان کی خواہش تھی کہ یہ اگلے جہان میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں، یہ خواہشات بھی پوری فرمائے۔ ان کی نسلوں کو بھی وفا اور اطاعت کے طریق پر قائم رکھے۔ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم کامل اطاعت کے ساتھ اس زمانے کے امام کے ساتھ تعلق قائم رکھنے والے ہوں۔ آپ نے اپنے مخلصین کے لئے جو دعائیں کی ہیں، اُن کے بھی ہم وارث بنیں۔ اور آپ کے بعد آپ کے ذریعے سے قائم ہونے والی قدرت ثانیہ کے ساتھ بھی وفا، محبت اور اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا ارشاد مَیں نے پڑھ کر سنایا کہ کامل اطاعت کرنی ہو گی۔ اور خلافت کے ساتھ جُڑ کر اُس جماعت کا حصہ بنیں جس نے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے کیونکہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 25؍ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

پس نہ کسی کو اپنی نمازوں پر خوش ہونا چاہئے۔ نہ کسی کو اپنی جماعتی خدمات پر خوش ہونا چاہئے۔ نہ کسی کو کوئی خاص عہدہ ملنے پر خوش ہونا چاہئے۔ نہ کسی کو کسی مالی قربانی پر خوش ہونا چاہئے جبتک کہ عاجزی، انکساری اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی اُس میں نہ ہو۔ اور جب حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے جذبات ایک انسان میں موجزن ہوتے ہیں تو پھر وہ حقیقی تقویٰ پر قدم مار رہا ہوتا ہے اور حقیقی تقویٰ پر چلنے والا پھر کسی نیکی پر خوش نہیں ہوتا۔ اُس میں فخر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی خشیت اُس میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہر نیکی کرنے کے بعد پھر فکر دامنگیر رہتی ہے کہ پتہ نہیں یہ نیکی خدا تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ بھی پاتی ہے کہ نہیں۔ پس حقیقی نیکیاں تقویٰ پیدا کرتی ہیں اور تقویٰ انسان میں عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے۔ اور یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانے میں ہم میں پیدا کرنے آئے ہیں۔ دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھنے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا لیں کہ شرائطِ بیعت جو ایک احمدی کے حقیقی احمدی مسلمان کہلانے کے لئے بنیادی چیز ہے، اس کی چوتھی شرط میں آپ فرماتے ہیں کہ:

بقیہ صفحہ 10 پر

ہدیہ نعت بحضورِ فخرِ موجودات ﷺ

اے مجسم کرم! اے رسالت مآب!
تیری رحمت ہے بے پایاں و بےحساب
سب جہانوں پہ تیرے کرم کے سحاب
تجھ سے ہر ذرہ زندگی فیضیاب
ایک مدت سے مردہ تھے ارض و سما
بحر و بر میں فسادات کی انتہا
ایسے میں تیرے رُخ کا جو سورج چڑھا
ابرِ ظلمت زمانے سے سب چھٹ گیا
”الامانت“ کا اتنا گراں بار تھا
کہ پہاڑوں کو بھی نہ ہوا حوصلہ
اور زمیں آسماں بھی ہوئے سرنگوں
وہ ”ظلوماً جہولاً“ ہی آگے بڑھا
گرچہ ہیں عالی پرواز روح الامیں
پر تری منزل اُن سے پرے ہے کہیں
یوں تو موسیٰ بھی نبیوں میں کم تو نہیں
پر نہیں کوئی ہووے جو تجھ سا قریں
سارے گلشن میں اک تو مہکتا گلاب
رنگ و خوشبو کی تاثیر بھی لاجواب
باغِ دنیا میں جس صبح تو کھل اُٹھا
باقی سب پھول لگنے لگے اک سراب
تو ہی خیرالبشر، تو ہی خیرالانام
تو ہی خیرالرسل، تو ہی خیرالامام
ہم ہیں خیرالامم جب ہوں تیرے غلام
تو ہی خیرالوریٰ، تجھ پہ لاکھوں سلام
تیرے چہرے میں تھا عکسِ نورِ خدا
اک ترا دل ہی تھا عرشِ ربُّ الوریٰ
تو ہی تھا اصل کا آئنہ بالیقیں
لا جرم تو ہی ”نورٌ علیٰ نور“ تھا
تو ہی ”عبداً شکوراً“، تو ہی سرفراز
واہ تیرا قیام اور جبینِ نیاز!
بہرِ عشّاق وا ہو گیا بابِ حسن
کیسے سکھلائے آدابِ راز و نیاز!
تو حقیقت ہے، باقی تو سب خواب ہے
تجھ سے ہی مقتبس نورِ مہتاب ہے
آج بھی تیرے دم سے ہیں سب رونقیں
تیرا ہی باغ سرسبز و شاداب ہے
حسن و احسان میں تو عدیم المثال
تو جمال اور جلال، ہر طرح باکمال
تجھ سا کوئی نہیں خوش ادا، خوش خصال
کس طرح ہو ترا ذکرِ حسن و جمال
میں تو ہوں بے ہنر، عمر بھی مختصر
تیری تعریف پھر مجھ سے کیونکر ہو، پر
میرا خونِ جگر صورتِ چشمِ تر
میرے ایک اک سخن میں ہوا جلوہ گر
یہ بھی تیرا ہی اعجاز ہے سربسر
فکر و فن میرے ورنہ تھے بے بال و پر

(میر انجم پرویز)

اداریہ

”راتوں کو اُٹھ کر روؤ، دعائیں مانگو اور اپنے اردگرد ایک دیوارِ رحمت بنالو“ (حضرت مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”میرا دل ہرگز قبول نہیں کرتا کہ ہماری جماعت میں جو سچا تقویٰ اور طہارت رکھتا ہے اور خدا سے اُسے سچا تعلق ہے پھر خدا اُسے ذلّت کی موت مارے۔۔۔اس لئے راتوں کو اُٹھ کر روؤ۔ دعائیں مانگو اور اس طرح سے اپنے اردگرد ایک دیوار رحمت بنالو۔ خدا رحیم کریم ہے وہ اپنے خاص بندہ کو ذلّت کی موت کبھی نہیں مارتا۔۔۔ مجھے امید ہے کہ جو پورے درد والا ہوگا اور جس کا دل شرارت سے دُور نکل گیا ہے خدا اسے ضرور بچاوے گا۔ توبہ کرو، توبہ کرو۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مجھے الہام ہوا تھا اردو زبان میں۔“ آگ سے ہمیں مت ڈرا، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 384-385)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک الفاظ ”دعائیں مانگو اور اپنے اردگرد ایک دیوارِ رحمت بنالو“ ہر احمدی کو ہر وقت اپنے خالق حقیقی کے حصار میں آنے کی دعوت دیتے ہیں، کیونکہ وہی خدا رحمٰن، رحیم بلکہ ارحم الراحمین ہے۔ رحمت کا لفظ انہی دو صفات باری تعالیٰ سے مشتق ہے جو قرآن کریم کے ابتداء میں سورۃ الفاتحہ میں رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے بعد آئی ہیں۔ اس سے ان دو صفات کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔

”رحمٰن“ کے معنی بن مانگے دینے والا یعنی ایسی نعمتیں جو انسان نے اپنے اللہ سے نہیں مانگیں مگر وہ ضروریاتِ زندگی میں سے تھیں اس لئے خدا نے بغیر مانگے انسان کو مہیا کر دیں جیسے ہوا، پانی، زمین و آسمان، سورج، چاند وغیرہ اور اللہ تعالیٰ کی صفت ”رحیم“ وہ ہے جس کے تحت جو شخص اپنے اللہ سے دعاؤں کے ذریعہ مانگے یا خواہش بھی رکھے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دُعا کے صلہ میں نوازتا ہے۔

رِحم کا لفظ ماں کی کوکھ، اور اس کے شکم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ماں بھی ایک لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفات رحمٰن اور رحیم سے متصف ہے وہ بعض اشیاء اپنے بچے کو بغیر مانگے مہیا کرتی رہتی ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد اس کے طلب کرنے پر بھی مہیا کرکے رحیم صفت کا پرتو بنتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ماں سے بھی بڑھ کر رحیم، شفیق اور ارحم الراحمین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے بیان میں فرمایا وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف: 157) کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور ہر ایک کے لئے ہے۔ کفار بھی اس سے مستثنیٰ نہیں اور یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ میں عذاب بھی دیتا ہوں لیکن رحمت عذاب پر حاوی ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَہٗ (المومن: 10) اور جسے تُونے اُس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تو نے اُس پر بہت رحم کیا۔

اسی لئے اگر قرآن میں بیان ہونے والی دعاؤں کا احاطہ کیا جائے تو خدا کی صفات رحمٰن اور رحیم ہی زیادہ ترجلوہ گر نظر آتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ان صفات کا پَرتو سب سے زیادہ اس دنیا کے برگزیدہ وبابرکت وجود سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء: 108) فرما کر کر دیا کہ ہم نے تجھے دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے رحمت کے حوالہ سے جو دعائیں یا اپنی سنت، اعمال اور ارشادات و احادیث برائے تعمیل ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ ان پر اگر غور کریں تو ہر ارشاد، ہر حکم، ہر دُعا اور آپ کی ہر ادا ایسی ہے کہ ان کو اپنانا اپنے اردگرد ایک دیوار رحمت بنانے کے مترادف ہے جو ایسی دیوار ہے جو روحانی حصار بھی کہلا سکتی ہے۔ جس کے اندر ہم دنیا کی آلائشوں اور بُرائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ پاتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں جس صفت کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دُعاؤں کی قبولیت کی درخواست کی وہ رحمتِ الٰہی ہے جس کے بارے میں آپؐ نے بار بار خدا کے دربار میں عرض کی کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیری رحمت کا واسطہ دے کر ہم دعا کرتے ہیں۔ جیسے نماز کے بعد کی دعائیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو سکھلائیں۔ ان میں سے ایک اہم دُعا جامع ترمذی، کتاب الدعوات میں مروی ہے۔ اس کا آغاز ہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ یعنی اے اللہ! میں تیری اس رحمتِ خاص کا طلبگار ہوں۔۔۔ جو مجھے ہر بُرائی سے بچالے۔ اپنی رحمت سے میرے تمام عمل پاک کر دے۔۔۔ ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا و آخرت میں تیری کرامت کا شرف نصیب ہو جائے۔۔۔ اے سب جہانوں کے ربّ! میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے کسی نیک بندے نے مانگی۔۔۔ یقیناً تو ”رحیم وودود“ یعنی محبت کرنے والا رحیم خدا ہے۔

اس دُعا میں یہ دعائیہ الفاظ جسموں میں ارتعاش پیدا کرتے ہیں۔ کہ اے مولیٰ! میں تو اپنی حاجت لے کر تیرے در پر حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر میری سوچ ناقص اور میری تدبیر کمزور بھی ہے تب بھی میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔

دیوار رحمت کا مضمون تو بہت وسیع ہے تاہم اس بارے میں چیدہ چیدہ مثالیں یہاں دی جاتی ہیں۔

مساجد بطور دیوارِ رحمت:

دنیا بھر میں مساجد رحمتِ الٰہی کی آماجگاہ ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے کے وقت جو دُعا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو سکھلائی ہے اس میں یہ دُعا مانگی گئی ہے: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

(سنن ابن ماجہ المساجد)

کہ اے اللہ! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

چونکہ آغاز میں مَیں عبادات ہی کو دیوارِ رحمت کے طور پر پیش کرنے جارہا ہوں۔ اس لئے نمازوں کی ادائیگی کی جگہ کو ابواب رحمت قرار دیا گیا ہے جہاں سے رحمت کے دیگر راستے وا ہوتے ہیں۔

عبادات کے ذریعہ دیوار رحمت بنانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ایک شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کی نیت سے مسجد جائے اور وہاں نماز کی خاطر مسجد میں بیٹھا رہے اور وہ اپنے آپ کو نماز میں ہی سمجھے تو فرشتے اس پر درود پڑھتے اور کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ کہ اے اللہ! اس پر رحم کر، اس کو بخش دے اور اس کی توبہ قبول فرما

(بخاری کتاب الصلوۃ باب فضل صلوۃ الجماعۃ)

عبادات میں سب سے پہلے نماز آتی ہے۔ وہ ایک مومن کے لئے مجسم دیوار رحمت ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی دُعا مانگنے کو کہا گیا ہے۔ پھر نوافل میں تہجد سب سے زیادہ اہم ہے۔ جس کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ بیدار ہوتے تھے اور اَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ (سنن ابو داؤد کتاب الادب) کی دُعا کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور درس و تدریس کے ذریعہ دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہؓ کے سامنے بعض نیکیوں کے ذکر کے آخر میں فرمایا۔

جو لوگ مساجد میں بیٹھے تلاوت کرتے اور درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر سکینت اور اطمینان نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپے رکھتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں۔ اپنے مقربین میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علیٰ تلاوۃ القرآن)

* دعائے ختم القرآن میں بھی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ کہہ کر قرآن کے حصار میں آنے کا اعلان قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرنے والا کر رہا ہوتا ہے۔ نیز اسی دعا میں قرآن کو رحمت بنانے کی بھی دُعا ہے۔ قرآن کریم میں بھی جہاں تلاوت کو خاموشی سے سننے کا ذکر ہے وہاں لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کہہ کر نتیجہ بتلا دیا کہ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا یعنی قرآن کریم کی خاموشی سے تلاوت سنو گے تو رحم کیا جائے گا۔

خاوند کا بیوی اور بیوی کا خاوند کو تہجد پر بیدار کرا کر دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو نماز تہجد پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے اور اللہ اُس عورت پر رحم کرے

جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے میاں کو بھی جگائے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب قیام اللیل)

اس حدیث کی روشنی میں جہاں خاوند اور بیوی کو نماز کے لئے اٹھانے کی تاکید بیان ہوئی ہے وہاں دیگر اہل خانہ بھی اس پیاری حدیث پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے رحم کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں۔

رمضان کے روزے رکھ کر دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو تین عشروں میں تقسیم فرمایا۔ اور درمیانی عشرہ کو رحمت کا عشرہ قرار دیا۔ یہ رحمت کی برکات سارے رمضان پر حاوی ہوتی ہیں۔ اور سارا رمضان رحمت کا حصار بن کر سامنے آتا ہے۔

نیز روزہ افطار کرنے کی دعا جو مستدرک للحاکم کتاب الصوم میں درج ہے اس میں دعا سکھلائی گئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ۔

گویا اس رحمت کا واسطہ دیا گیا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کے الفاظ میں ملتا ہے۔

آنحضور ؐ نے ہر دو عیدین پر وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً (مجمع الزوائد) اور یوم الحر پر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اللّٰہُ اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ (کتاب الدعا) کی دُعا سکھلا کر پڑھنے والوں کو بھی دیوار رحمت میں داخل کر دیا۔

چھینک کا جواب دے کر دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے اور ساتھ بیٹھا شخص یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر جواب دے اور پھر پہلا شخص جس کو چھینک آئی تھی وہ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب)

احترامِ آدمیت قائم کر کے دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (سنن ابو داؤد کتاب الادب فی الرحمہ) یعنی رحمان خدا رحم کرنے والوں پر رحم کرے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

پھر فرمایا مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ (صحیح بخاری کتاب الادب) کہ جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

آنحضور ؐ نے مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا (جامع ترمذی کتاب البر والصلہ) فرما کر چھوٹوں سے پیار و شفقت سے ملنے کی تلقین فرما کر بھی دیوار رحمت بنانے کی نصیحت فرمائی ہے۔

اپنے اردگرد رحمت کی دیوار بنانے کا یہ آسان ترین طریق ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق (جو اس کی عیال ہے) بہت پیاری ہے اور فرمایا ہے جو اس کی عیال سے پیار کرتا ہے اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

ہم ہر روز اپنی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جب فقیر مانگتے وقت کسی خاتون کے بچوں کو دُعا دیتے ہیں تو خاتون کا دل پسیج جاتا ہے اور وہ فقیر کو دینے کو بھاگتی ہے۔ ہم بھی اللہ کے فقیر ہیں اور اس کی مخلوق سے محبت کریں گے تو وہ اللہ جو ماں سے بھی زیادہ شفیق ہے اپنے عیال سے پیار کرنے والوں کی طرف دوڑ کر محبت کرتا ہے۔

صلہ رحمی کر کے رحمت کی دیوار بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار فرمایا کہ والدین، عزیز و اقارب سے صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ رحمت کا سلوک کرتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، زیر عنوان ماں باپ کی خدمت و صلہ رحمی)

پھر فرمایا رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

اپنے اردگرد دیوارِ رحمت بنانے کے لئے تین باتیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ 1: جو کمزوروں پر رحم کرے۔ 2: ماں باپ سے محبت کرے۔ 3: خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 690-691)

اولاد سے پیار کے جذبات رکھ کر دیوار رحمت بنانا

ایک جنگ میں کچھ قیدی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے گئے۔ اُن میں ایک خاتون قیدی کی چھاتیوں سے دودھ نکل رہا تھا (اس کا بچہ کھو گیا تھا اور دودھ نہ پینے کی وجہ سے اس کی چھاتیاں بھر آئی تھیں) جب کوئی بچہ ملتا اسے دودھ پلا دیتی۔ بالآخر اسے اپنا بیٹا مل گیا جسے وہ بیٹھ کر تسلی سے دودھ پلانے لگی۔ یہ نظارہ دیکھ کر آنحضور ؐ نے موجود صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ خاتون اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہر گز نہیں۔ اس پر حضور ؐ نے فرمایا۔ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ وہ دوزخ میں جائیں۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 839-840)

بچوں کو پیار کرنے پر دیوار رحمت بنانا

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کو چوم رہے تھے۔ ایک بدو نے دیکھ کر کہا کہ اے رسول! میرے تو 10 بچے ہیں میں نے تو نہیں کبھی نہیں چوما۔ تب آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

عادل بادشاہ یا جج کا درست فیصلہ کرنے پر رحمت کی دیوار بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ گزشتہ زمانہ کا واقعہ سنایا کہ ایک بچے پر دو خواتین دعویدار تھیں۔ وہ دونوں حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے بچے کو آدھا آدھا کرنے کے لئے چھری منگوائی۔ اس پر ایک خاتون راضی ہوگئی جبکہ جس عورت کا حقیقی بچہ تھا وہ بولی کہ بادشاہ سلامت! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے بچے کو آدھا آدھا نہ کریں یہ بچہ دوسری خاتون کو دے دیں۔ یوں حضرت سلیمانؑ نے بچہ حقیقی ماں کے سپرد کر دیا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 623-624)

حقیقی توبہ کے بعد دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پرانے زمانہ کی ایک کہاوت صحابہؓ کو سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے 99 قتل کئے۔ اسے ندامت ہوئی تو اس نے کسی بزرگ سے اپنی بخشش کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا کہ 99 قتل اور بخشش۔ کیسے ممکن ہے؟۔ اس قاتل نے اس بزرگ کا بھی سر قلم کر کے سنیچری پوری کی۔ پھر کسی بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ موت نے آلیا۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے آن پہنچے اور میت پر ملکیت کا دعویٰ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ دیکھ لیتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد کا سفر زیادہ طے ہوا ہے یا باقی پینڈا ابھی زیادہ ہے۔ وہ قاتل توبہ کر کے جس بزرگ سے ملنے جارہا تھا وہ سفر زیادہ طے کر چکا تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتے اسے لے گئے اور جنت میں داخل کر دیا۔

پس حقیقی توبہ کے بعد انسان رحمت کے فرشتوں کے سائے تلے زندگی بسر کرتا ہے۔

مریض کی عیادت کے وقت دیوار رحمت بنانا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

’’مریض کی عیادت کرنا اور اس کا حق ادا کرنا کتنا بڑا اجر دیتا ہے۔ اس بارے میں حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے آیا وہ جنت کے پھل کی چنائی کے وقت اس میں چل رہا ہے یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر صبح کا وقت ہو تو 70 ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جائے اور اگر شام کا وقت ہو تو 70 ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز)

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء 8 اگست بروز اتوار)

اس کے علاوہ بے شمار مزید نیکیوں کی بجا آوری پر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کے فرشتوں کے نزول کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر صبح کام کیا تو رات تک۔ اگر رات کو کیا تو صبح تک رحمت کے فرشتے سایہ فگن رہتے ہیں۔

کسی کی جان کنی کے وقت رحم کی دُعا اور رحمت کی دیوار

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضورؐ اپنی وفات کے وقت میری گود میں سر رکھ کر یہ دعا کر رہے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَارْحَمْنِی، وَاَلْحِقْنِی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (صحیح بخاری کتاب المرضیٰ)

*آنحضورؐ اپنے نواسے کی آخری بیماری پر بیٹی کے گھر تشریف لے گئے۔ نواسے کو ہاتھ میں لیا۔ آپؐ کے آنسو بہہ نکلے۔ صحابی کے پوچھنے پر فرمایا۔ یہ رحم کے آنسو ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کے دل میں فطرتاً ودیعت کیا ہے۔ اللہ رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز)

*ایک دعائے جنازہ میں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ یعنی اے اللہ! بخش دے اس کو اور رحم فرما اس پر اور عافیت دے اس کو اور درگزر فرما۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الدعا)

حتیٰ کہ عارضی طور پر موت میں جاتے ہوئے یعنی رات سوتے وقت بھی رحمت کی دُعا مانگ کر اپنے ارد گرد شیطان سے بچنے کی دیوار رحمت بنانے کا حکم ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات)

ابتلاؤں کی صورت میں اللہ کی طرف سے دیوارِ رحمت

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ارد گرد دیوار رحمت بنانے کے گر بتلائے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے مقبول بندوں کے ارد گرد رحمت کی دیوار کے اسباب پیدا کرتا رہتا ہے۔ ان میں سے ایک سبب ابتلاء، آزمائش اور مشکلات ہیں۔ اور جو مومن صدق دل اور ثبات قدمی کے ساتھ ان ابتلاؤں پر پورا اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر رحمت کی دیوار بھی اس کے ارد گرد کھینچ دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے اس کو علم نہیں اس کو تو ذرہ ذرہ کا علم ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لئے اس پر ابتلاء آویں اور وہ امتحان کی چکی میں پیسا جاوے۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

ترجمہ: ہر آزمائش جو خدا نے اس کے لئے مقرر کی ہے اس کے نیچے رحمتوں کا خزانہ چھپا رکھا ہے۔

(ملفوظات جلد 2، زیر عنوان ترجمہ فارسی عبارات صفحہ 531. ناقل)

ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 256)

یہ ابتلاء اور امتحان جماعتی بھی ہو سکتے ہیں اور نجی طور پر خاندانی بھی۔ اگر ہم جماعتی طور پر ہی ابتلاؤں اور امتحانوں کا جائزہ لیں تو ہم نے دیکھا کہ ایک امتحان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے بے شمار در کھولے۔ جن میں سے MTA ایک بہت بڑا رحمت کا انعام ہے۔ جس کے 8 سے زائد چینلز دنیا بھر میں اسلام احمدیت کا پرچار کر رہے ہیں۔ جس کا کوئی ثانی دنیا میں نہیں ملتا۔ جس مؤقر اخبار یعنی روزنامہ الفضل آن لائن کے لئے یہ اداریہ لکھا جا رہا ہے۔ اسکو بھی بطور مثال پیش کر سکتے ہیں۔ مکرم آغا سیف اللہ سابق مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ حال لندن نے گزشتہ دنوں مجھے فون کر کے روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی اُٹھان، خوبصورتی، نت نئے مضامین اور اخبار میں دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مولویوں نے پاکستان میں 8-9 ہزار کی تعداد میں شائع ہونے والے اخبار پر پابندیاں لگوائیں اور اس بہتی نہر کو روکنے کی کوشش کی۔ اب یہ روحانی نہر بیسیوں گنا اضافے کے ساتھ دنیا بھر کے احمدیوں کو روحانی پانی سے سیراب کر رہی ہے۔ آغا صاحب نے مزید بتایا کہ میرا یہ تجربہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے دشمنوں کی طرف سے پھیلائے گئے شر میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خیر جماعت احمدیہ کے لیے پنہاں رکھی ہوتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ ان سنہری حروف سے لکھی جا رہی ہے کہ قادیان سے اٹھنے والی الٰہی آواز کو دفن کرنے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے دعویداروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت آواز کو 213 ممالک تک پہنچا دیا ہے۔ اور دنیا کے ایسے جزائر تک احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے کہ دنیا منہ میں انگلیاں دبا کر دنگ رہ گئی ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کے دور کے مخالف احمدیت مولوی محمد حسین بٹالوی کی بٹالہ کے کسی قبرستان میں قبر کا نشان بھی نہیں ملتا۔ بلکہ اس کا نام تک مٹ چکا ہے۔

جماعت احمدیہ پر مخالفت مسلط کرنے والوں نے 1953ء، 1974ء اور اس کے بعد کے حالات میں احمدیوں کو جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ ان کے گھروں کو آگیں لگائیں۔ ان کے اموال کو لوٹا۔ حتیٰ کہ جانور تک جلا دیے۔ مگر کیا ہمارے خدا نے ان لٹنے والے احمدیوں کو بے یارومددگار چھوڑ دیا؟۔ نہیں ہرگز نہیں! ہم آئے دن روزنامہ الفضل آن لائن میں "یاد رفتگان" میں ایسے مرحومین کا تذکرہ پڑھتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے رحمت اور فضل کا سلوک فرمایا۔ اور آج ان کی اولادوں اور نسلوں کو بھاگ لگے ہوئے ہیں، برکتوں پر برکتیں مل رہی ہیں۔ یہ اولادیں ساری دنیا میں پھیلی پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ارد گرد اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے رحمت کی دیواریں بنا کر ان کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے۔ گو دشمن ان دیواروں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ جو سب سے بڑا معمار ہے مرمتیں لگاتا رہتا ہے یعنی ان کی تائید و نصرت کے ذریعے خود حفاظت فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے آپ کو اور آنے والے مسیح کو دو دیواریں قرار دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ارشاد نبوی ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ اس امت کی دو دیواریں ہیں۔ ایک میں (یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک مسیح (یعنی میں۔ مسیح موعود) اور اس کے درمیان آپ نے فیج اعوج فرمایا ہے جن کی نسبت ارشاد ہے کہ نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 139-140)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود دنیا کے واسطے رحمت تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (الانبیاء: 108) مگر کیا ابوجہل کے واسطے بھی آپ ﷺ رحمت ہوئے؟۔ وہ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ ابھی یہ ایک یتیم بچہ تھا۔ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ کمزور اور غریب تھا۔ غرض کچھ ایسے ہی خیالات ان کے دل میں آتے ہوں گے مگر ان بدقسمتوں کو کیا خبر تھی کہ ایک دن یہی یتیم دنیا کا شہنشاہ اور نجات دہندہ ہو گا۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 258-259)

آنحضورؐ خود تو نبیٔ رحمت تھے۔ آپؐ نے آگے یہ نصیحت فرمائی کہ صحیح اور حقیقی فقیہ وہ ہے (جو میرے نمائندہ ہیں) مَنْ لَّمْ یُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَتِہِ اللّٰہِ کہ جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے دیتا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 216)

پس ہم سب اس عظیم نبیٔ رحمت کے پرتو اور نمائندہ ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر جہاں شکر گزار ہونا چاہئے وہاں ہمیں اپنے ارد گرد دیوارِ رحمت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے سنہری اسلامی تعلیمات کو اپنے اور اپنی نسلوں کے اندر اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

(ابو سعید)

رحمت اللہ بندیشہ۔استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

تربیت اولاد کے طریق

احادیث نبویؐ کی روشنی میں

تربیت کے متعلق احادیث نبوی ﷺ میں بیان کیے گئے اصولوں کو مدنظر رکھ کر ہم اپنے گھروں کو جنت نظیر بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں (یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے)

(مسلم۔کتاب القدر۔باب معنی۔کل مولود یولد علی الفطر)

بچوں کو صحبت صالحین فراہم کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کسے دوست بنا رہا ہے۔‘‘

(ترمذی۔ابواب الزھد۔باب ماجاء فی اخذ المال بحقه)

بچوں کو حلال اور طیب کھانے کی تربیت دی جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ کے بیٹے حسن نے صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈالی تو حضور نے فرمایا۔ چھی! چھی! تم جانتے نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔

(بخاری۔کتاب الجھاد۔باب من تکلم بالفارسیة والرطانة)

بچیوں کی مسلسل نگرانی اور تربیت

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ایک طویل روایت میں ذکر ہے کہ اپنے والد کی شہادت کے بعد میں نے شادی کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم نے کنواری عورت سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کی کہ بیوہ سے۔ حضور نے فرمایا تم نے کنواری سے کیوں شادی نہ کی تا کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ میں نے عرض کی کہ حضور! میرے والد شہید ہو گئے تو میری چھوٹی چھوٹی بہنیں تھیں۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں ان جیسی لڑکی سے ہی شادی کروں جو نہ تو ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کی نگرانی کرے۔ میں نے تو اس لئے بیوہ سے شادی کی ہے کہ وہ میری ان بہنوں کی نگرانی کرے اور انہیں ادب آداب سکھائے۔

(بخاری۔کتاب الجھاد۔والسیر۔باب استئذان الرجل الامام)

نئی نسل کو بچپن سے ہی نماز کے آداب سکھانا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ کے گھر رات گزاری۔ رات کو آنحضرت ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں بھی حضور کے ساتھ حضور کی بائیں جانب کھڑا ہوا۔ حضور نے مجھے سر سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ (بخاری۔کتاب الاذان۔باب اذالم ینو الامام ان یوم ثم جاء قوم فامھم) ابو یعفور روایت کرتے ہیں کہ میں نے مصعب بن سعدؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی تو رکوع کے لئے جاتے ہوئے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اپنی رانوں کے درمیان رکھ لیا اس پر میرے والد نے ایسا کرنے سے منع کیا اور انہوں نے بتایا کہ ہم ایسا کرتے تھے تو ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں۔

(بخاری۔کتاب الاذان۔باب وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع)

بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کا مناسب وقت

ہشام بن سعد سے روایت ہے کہ ہم معاذ بن عبداللہ بن خبیب جہنی کے گھر گئے انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ بچوں کو کب نماز پڑھانی شروع کریں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے ایک آدمی نے بتایا تھا کہ حضور ﷺ سے یہ امر دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا کہ ’’بچہ جب اپنے دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں تمیز کرنا جان لے تو اسے نماز کا حکم دو۔‘‘

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب متی یومر الغلام بالصلوۃ)

عمرو بن شعیب کے دادا رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ’’اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو نیز بچوں کے بستر بھی الگ الگ بچھاؤ۔‘‘

(سنن ابی داؤد۔کتاب الصلوۃ۔باب متی یومر الغلام بالصلوۃ)

اولاد سے سلوک میں مساوات

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے تحفۃً کچھ دیا اور وہ مجھے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ حضور اس بارہ میں گواہ بن جائیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اپنی اولاد میں مساوات رکھو۔

(مسلم۔کتاب الھبات۔باب کراھة تفضیل بعض الاولاد فی الھبة)

اولاد سے پیار کا اظہار اور ان کا اکرام

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے بڑھ کر شکل و صورت، چال ڈھال اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔ فاطمہؓ جب کبھی حضورؐ سے ملنے آتیں تو حضورؐ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر چومتے۔ اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضورؐ ملنے کے لئے فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ حضورؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی خاص بیٹھنے کی جگہ پر حضورؐ کو بٹھاتیں۔

(ابوداؤد۔کتاب الادب۔باب فی القیام)

بیٹیوں سے محبت کی تلقین

عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو۔ وہ تو غلو کی حد تک محبت کرنے والی ہوتی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔مسند الشامیین۔حدیث عقبة بن عامر الجھنی)

بیوہ یا مطلقہ بیٹی سے حسن سلوک

حضرت سراقہؓ بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں افضل ترین صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تمہاری وہ بیٹی جو (کسی وجہ سے) تمہارے پاس (سسرال سے) واپس آجائے اور اس کا تمہارے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو۔

(سنن ابن ماجه۔کتاب الادب۔باب برالوالد والاحسان علی البنات)

نومولود بچوں کو بزرگان سے گڑھتی دلوانا

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا کرتے اور مبارک باد دیتے تھے۔ اور ان کو گڑھتی دیتے تھے۔

(مسلم۔کتاب الادب۔باب استحباب تحنیك المولود عند ولادته وحمله الی صالح)

بچوں کے اچھے نام رکھنے کی تلقین

حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں قیامت کے روز تمہارے ناموں اور تمہارے آباء کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ پس تم اچھے نام رکھا کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء)

حضرت عبداللہ بن سلام کے بیٹے یوسف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۶ مطبوعہ بیروت)

آنحضور ﷺ نیا پھل آنے پر پہلے کم عمر بچوں کو عطاء فرماتے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کسی پھل کا آغاز ہوتا تو لوگ پہلا پھل رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے تو رسول اللہ ﷺ اس پھل کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ دعا کرتے ’’اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِی مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِی صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِی مُدِّنَا‘‘ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت دے ہمارے شہر میں ہمارے لئے برکت رکھ دے۔ اور ہمارے ماپنے کے پیانے صاع اور مد میں برکت رکھ دے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے کھانے کو عطا فرماتے۔

(مسلم۔کتاب الحج۔باب فضل المدینة ودعاء النبی فیھا بالبرکة)

بچوں سے شفقت اور بڑوں کا ادب

عمرو بن شعیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ’’وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بچوں سے رحم کا سلوک نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے حق کا پاس نہیں کرتا۔‘‘

(الادب المفرد للبخاری باب رحمة الصغیر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

ایک شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے رحم کا سلوک کرتا ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا جی حضور۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا؟؟ اللہ تجھ پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تو اس پر کرتا ہے اور وہ خدا ارحم الراحمین ہے۔‘‘

(الادب المفرد للبخاری باب رحمۃ العیال)

بچوں سے شفقت کرنا بہت مستحسن ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اونٹوں پر سوار ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی وہ صالح عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں بہت مہربان ہوتی ہیں اور اپنی ملکیت کے سلسلہ میں اپنے خاوندوں سے بہت رعایت کرنے والی ہوتی ہیں۔

(بخاری۔کتاب النکاح۔باب الی من ینکح وای النساء خیر)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے نواسے) حسن بن علی کو چوما تو پاس بیٹھے اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے کسی کو کبھی نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

(بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ)

بچوں کو پیارے ناموں سے بلانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ’’یَابُنَیَّ‘‘ یعنی اے میرے بچے کہہ کر مخاطب کیا۔

(صحیح مسلم۔کتاب الادب۔باب جواز قولہ لغیر ابنہ یابنی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: ’’یَاذَا الْاُذُنَیْنِ‘‘ یعنی اے کھڑکنے۔

(شمائل الترمذی، باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ ﷺ)

آنحضرت ﷺ کی بچوں سے شفقت کے چند نرالے انداز

حضرت انس بن مالک کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں اس طرح گھل مل جایا کرتے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی کو کہتے اے ابو عمیر ’’نُغَیْر‘‘ (مولہ) نے کیا کیا۔

☆ ’’نُغَیْر‘‘ چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ جو سفید اور سیاہ ہوتا ہے۔ ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ پال رکھا تھا وہ مرگیا آنحضرتؐ نے ازراہ ہمدردی فرمایا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الادب۔باب الانبساط الی الناس)

خالدؓ بن سعید کی بیٹی ام خالد روایت کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے والد کے ساتھ زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ’’سنہ سنہ واہ! واہ کیا کہنے (سنہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی حسنہ کے ہیں۔) یعنی یہ کپڑے تمہیں بہت اچھے لگ رہے ہیں۔ راویہ کہتی ہیں کہ میں آگے بڑھی اور خاتم نبوت سے کھیلنے لگی۔ اس پر میرے والد نے مجھے ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اسے کھیلنے دو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔ ان کپڑوں کو خوب پہن کر پرانے کر کے پھاڑنا۔

(بخاری کتاب الادب باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تلعب بہ او قبلہا او مازحہا)

اپنی اولاد کے لختِ جگروں سے محبت کے دلنشین انداز

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہ بنت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھتے تھے جب آپ قیام فرماتے اسے اٹھالیتے اور جب آپ سجدہ میں جاتے اسے بٹھا دیتے۔

(مسلم۔کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ۔باب جواز حمل الصبیان فی الصلوۃ)

معاویہ بن ابی مزرد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میرے ان کانوں نے سنا اور ان آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو ان کی ہتھیلیوں سے پکڑا ان کے دونوں پاؤں رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدموں پر تھے اور رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے ’’اوپر چڑھو‘‘ راوی کہتا ہے اس پر اس بچے نے اوپر کو چڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اِفْتَحْ فَاكَ‘‘ اپنا منہ کھولو اس نے منہ کھول لیا تو آپ نے اسے بوسہ دیا پھر یہ دعا کی ’’اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُ فَاِنِّي اُحِبُّهُ‘‘ اے اللہ! اسے اپنا پیارا بنا لے کیونکہ مجھے یہ بڑا محبوب ہے۔

(الادب المفرد للبخاری باب الانبساط الی الناس)

عبداللہ بن شداد بن الھاد اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء ظہر یا عصر پڑھانے کے لئے آئے تو آپ اپنے بچوں حسن یا حسین میں سے کسی کو اٹھائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو بچے کو اپنے دائیں پاؤں کے پاس بٹھا دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس کو لمبا کر دیا۔ میرے والد کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے مَیں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تو سجدہ میں ہیں اور بچہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہے۔ پھر میں واپس سجدہ میں چلا گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھا کر سلام پھیرا تو لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنی اس نماز میں ایسا (لمبا) سجدہ کیا ہے جو عموماً آپ نہیں کرتے۔ کیا کسی امر کا آپ کو حکم دیا گیا یا آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں نہ تھیں بلکہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا اور میں نے ناپسند کیا کہ اس کی خوشی پوری کرنے سے پہلے میں جلدی سے سجدہ سے اٹھ جاؤں۔

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ رکوب الحسن والحسین علی عاتقیہؐ)

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے اور دوسرے پر حسن کو۔ پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیتے اور فرماتے ’’اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّي اَرْحَمُهُمَا‘‘ اے اللہ ان دونوں پر رحم فرمانا۔ میں ان دونوں سے شفقت رکھتا ہوں۔

(بخاری کتاب الادب باب وضع الصبی علی الفخذ)

خدا کی ان نعماء سے بیزار احباب کے لیے جائے تأسف!

سہیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ نہ بات کرے گا نہ ان کو پاک ٹھہرائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ حضورؐ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ایسا شخص جو اپنے والدین سے بیزار ہو اور ان سے بے رغبتی رکھتا ہو اور ایسا شخص جو اپنی اولاد سے بیزار ہو۔ اور ایسا شخص جسے اس کی قوم نے نوازا تو اس نے ان کی نوازشات کی ناقدری کی اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا۔

(مسند احمد بن حنبل مسند المکیین حدیث معاذ بن انسؓ)

آج کی دعا

درد کی دعا

أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ باب کیف یدفع الوجع عن نفسہ حدیث:2080)

ترجمہ: میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت اور طاقت کے وسیلے سے اس تکلیف کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے لاحق ہے۔

یہ سید ومولیٰ، خیر الوریٰ، مقدس الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی جسم میں درد کی دعا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے، اس وقت مجھے ایسا درد تھا کہ لگتا تھا وہ مار ڈالے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ سے سات مرتبہ درد کی جگہ چھوؤ اور یہ دعا پڑھو ’’أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ‘‘ میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت اور طاقت کے وسیلے سے اس تکلیف کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے لاحق ہے۔ میں نے ویسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی، چنانچہ میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور دوسروں کو یہ دعا پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

محمد لقمان

ظلم سے اجتناب کی تعلیم

اسلام کی آمد سے قبل دنیا کا یہ حال تھا کہ ہر طرف دہشت اور بربریت کے ڈیرے تھے۔ انسان اور وحشی میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا۔ لوٹ مار، قتل و غارت گری، بربریت اور ظلم کا ہرسُو دوردورہ تھا۔ قومی اور قبائلی جھگڑوں کی وجہ سے بھی ظلم و تعدی کا بازار گرم ہوتا تو وسائل پر قبضہ جمانے کے گندے دھندے بھی ہوتے۔ انسانی وقار، عزت اور تکریم کا کوئی تصور نہ تھا۔جس کی تفصیل اگر بیان کرنے کی کوشش کی جائے تو شاید ہزاروں صفحات اسی میں صرف ہوجائیں۔مختصر یہ کہ خشکی ہو یا تری، عرب ہو یا عجم ہرطرف بربریت کا راج تھا۔

آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ انسانی وقار اور حرمت کا ایک عظیم الشان تصور دنیا میں آیا۔ ایک زبردست ضابطہ ٔاخلاق انسانوں کو عطا ہوا۔ اسی ضابطہ ٔاخلاق کو ''اسلام'' یعنی سلامتی کا علمبردار کا نام دیا گیا۔ گویا سلامتی کا تصور پیش کرنے اور سلامتی کی عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنا اسلام کی بنیادی غرض ٹھہری۔

انسانی جان کی عظمت کا قیام

جیسا کہ اجمالاً ذکر آچکا ہے کہ اسلام سے قبل انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی۔ اور ادنیٰ ادنیٰ جھگڑوں پر خونریزی کا طوفان برپا ہوجایا کرتا تھا۔ آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم یہ تھی کہ

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِکَ ۚۛ کَتَبۡنَا عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّہٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَ مَنۡ اَحۡیَاہَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا

(المائدہ آیت :33)

یعنی اسی لئے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ حکم جاری فرمایا کہ جو کوئی بھی کسی انسان کی جان بغیر کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد کرنے کے (کسی بھی دیگر وجہ سے) لے گا تو (اس کا یہ فعل ایسا تصور ہوگا کہ) گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا۔ اور جس نے بھی کسی انسانی جان کو بچایا (اس کی حرمت کو قائم کیا) تو گویا اس نے ساری انسانیت کو زندگی دی ہے۔

کیسا عظیم الشان تصور ہے۔ کس طرح عظیم الشان طریق سے انسانی جان کے تحفظ کی تعلیم دی گئی ہے کہ قتل کرنے والا یہ نہ سوچے کہ وہ کسی ایک فرد کو قتل کر رہا ہے۔ بے جا کسی ایک فرد کا قتل قاتل کے اوپر ساری انسانیت کے قتل کی فردِ جرم عائد کر رہا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کی جان بچاتا ہے تو وہ بھی کسی فرد کو نہیں بلکہ تصور یہ ہے کہ اس نے ساری انسانیت کی جانیں بچالی ہیں۔

فساد سے اجتناب کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کو تعلیم عطا فرماتے ہوئے ہر قسم کے جارحانہ عمل اور وحشیانہ کردار سے روکا ہے۔ اس وحشت کو فساد کا نام دے کر اس سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

فرمایا :

وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِہَا وَ ادۡعُوۡہُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا

(الاعراف آیت نمبر 57)

یعنی تم اصلاحِ حال، یا اصلاح یافتہ (ماحول میں) زمین میں فساد مت کیا کرو۔

مزید فرمایا :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ

(القصص آیت 78)

اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جابجا دہرایا گیا ہے جس سے اس کی اہمیت کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔

آنحضور ﷺ کا ظلم سے ممانعت کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوالظُّلۡمَ فَاِنَّ الظُّلۡمَ ظُلُمَاتٌ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ۔

(مسلم کتاب البروالصلہ والادب باب تحریم الظلم)

یعنی ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دِن ظلمات بن جائے گا۔مراد یہ ہے کہ ظلم کے باعث تمہارے نیک کاموں کا نور جاتا رہے گا اور تمہارے لئے اندھیرا ہی اندھیرا ہوجائے گا۔

آنحضور ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ چاہئے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے یارومددگار چھوڑے۔

(بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ)

حدیث قدسی

ایک حدیث قدسی ہے:

یَا عِبَادِی إِنِّی حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِی وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ حَرَامًا فَلَا تَظَالَمُوا۔

(مسلم کتاب البروالصلۃ والادب باب تحریم الظلم)

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اپنے بندوں کو اپنی مثال دے کر سمجھا رہاہے کہ چونکہ میں نے خود اپنے اوپر ظلم کوحرام کرلیا ہے اس لئے تم بھی میرے بندے ہوتے ہوئے ظلم سے بچو۔ اور ایک دوسرے کو اپنے ظلم کا نشانہ نہ بناؤ۔

مفلس کون؟

رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نقد وجنس نہ ہو۔ (یعنی نہ پیسے ہوں اور نہ ہی اناج، غلہ وغیرہ)

آپؐ نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوۃ (کی ادائیگی) کرکے آئے گا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسی کو دنیا میں گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ہضم کرلیا ہوگا، کسی کی خونریزی کی ہوگی یا کسی کو ناحق مارا پیٹا ہوگا۔تو ایک شخص کو (جس کو اس نے گالی دی تھی) اس کی نیکیاں دی جائیں گی۔ اور دوسرے کو (جس کو اس نے مارا تھا) باقی تمام نیکیاں دے دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کے مظالم کے ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی، تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ آخر کار یہ شخص دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ والادب باب تحریم الظلم)

حضور اکرم ﷺ کی طرف سے زبردست تنبیہ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی یا کسی پر ظلم کیا تو اسے چاہئے کہ آج ہی اس سے پاک ہوجائے، اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو نہ دینار ہوگا اور نہ درہم۔ظلم کا بدلہ ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیوں سے دلوایا جائے گا اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔

فرمایا خدا ظالم کو مہلت (تو) دیتا ہے (لیکن) جب اسے پکڑتا ہے پھر اسے چھوڑتا نہیں۔

(بخاری کتاب المظالم من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل فحللھا لہ)

حضرت معاذؓ کو نصیحت

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف امیر بناکر بھیجا۔ اس ذمہ داری کے لئے جاتے ہوئے آپؐ نے حضرت معاذؓ کو نصیحت فرمائی کہ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا۔ کیونکہ مظلوم اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

(بخاری کتاب المظالم باب الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم)

کیسی اعلیٰ نصیحت ہے اور کس قدر خوف کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جنہیں کسی نہ کسی رنگ میں لوگوں کی نگرانی کا سربراہی کا موقعہ ملتا ہے۔ ایسے ذمہ داروں کو اس نصیحت کے پیشِ نظر خود بھی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی رنگ میں ان کی طرف سے فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران کچھ ایسا نہ ہوجائے جو انہیں ظالم اور سامنے والے کو مظلوم بنادے اور پھر اس مظلوم کی آہ کے نتیجے میں سب اکارت چلا جائے بلکہ اُلٹا خدا کے غضب کا باعث بن جائے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ اپنی زیرِ نگرانی افراد میں احتیاط کے ساتھ ظالم اور مظلوم کے درمیان امتیاز کرتے ہوئے ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کو ظالم کے قہر سے بچانے کی کوشش کی جائے کیونکہ اگر ایک امیر یا نگران ایسا نہیں کرے گا تو وہ ظلم کے ساتھ شریکِ جرم بن جائے گا اور اس کی پاداش میں مظلوم کی آہ کا بھی ظالم کے ساتھ شریکِ حقدار بن جائے گا۔

ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا نصیحت کے پیشِ نظر یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ خاص طور پر تو یہ نصیحت امیر بنائے گئے لوگوں کے لئے ہی ہے۔ لیکن اس میں ایک پہلو عموم کا بھی ہے کہ تمام لوگوں کو ہی اپنی اپنی ذات میں اس نصیحت کو یاد بھی رکھنا چاہئے اور اس پر عمل کو اپنی روزمرہ زندگی کے معاملات میں حصہ بھی بنانا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ

انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ

(بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ)

یعنی تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں اور اگر وہ ظالم ہو تو کیسے میں اس کی مدد کروں؟ آپؐ نے فرمایا تم اس کو ظلم کرنے سے روکو۔ یہی اس کی مدد ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ نصیحت جو حضرت معاذؓ کو فرمائی وہ صرف امراء تک محدود نہیں بلکہ تمام اہلِ ایمان کا مجموعی فریضہ بھی یہی ہے کہ وہ نا صرف خود ظلم سے اجتناب برتیں بلکہ اپنے ماحول میں بھی ظلم کے خاتمے کے لئے عملی کوشش کرتے رہیں اور جو کوئی بھی ظالم بننے کی کوشش کرے یا ظلم کررہا ہو۔ حکمت اور فراست سے کام لیتے ہوئے اسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

ایک اور تنبیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی کا بیان فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ خدا کہتا ہے کہ میں نے خود اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے اور انسانوں کو بھی اجتناب کا حکم دیا ہے۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ صرف تمہارے لئے یہ تعلیم ہے کہ ظالم نہ بنو بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حکم ہے اور وہ یہ کہ رحم کرو۔ رحم کی صفت کو شعار بناؤ۔ ایسا نہ کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ بھی فرمائی۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ

(صحیح بخاری حدیث نمبر 7376)

یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا۔ یہاں یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ ہم اپنی کسی کمزوری یا گناہ پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ رحم کا بھی تقاضا کرتے اور اس سے رحم کی درخواست کرتے ہیں۔

اسی طرح ہمارا بھی یہ کام ہونا چاہئے کہ نا صرف ظلم و زیادتی سے اجتناب کریں بلکہ اللہ کے بندوں پر رحم بھی کریں۔

غیر مسلموں پر بھی ظلم نہ کرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسلم معاشرے میں ہی باہم ظلم سے رکنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس حکم کا دائرہ ساری انسانیت تک وسیع فرمایا ہے۔ مسلم یا غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ اہل معاہدہ یعنی ذمی اور غیر مسلموں پر ظلم کی بھی ممانعت کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔

(مسند احمد بن حنبل 20464، ابن ماجہ کتاب الدیات 2686، نسائی باب القسامہ 4752)

حقیقی مسلمان کی پہچان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری تعلیمات کی رو سے ایک حقیقی مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ اس سے کسی بھی دوسرے انسان کو خواہ وہ کوئی بھی کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اور اس کا وجود سلامتی کی علامت بنا رہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ

(سنن نسائی کتاب الایمان وشرائعہ باب صفۃ المؤمن)

اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے سب لوگ محفوظ رہیں اور اصل مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کا کوئی خطرہ نہ ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ کامل کی تعلیم

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کے لئے تعلیم بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

’’اور اُس (خدا تعالیٰ۔ناقل) کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔۔۔تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا خائن اُس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔۔۔تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13 تا 15)

’’ربوہ ربوہ ای اے‘‘

الفضل آن لائن کے ایڈیٹر محترم کا مضمون ’’ربوہ ربوہ ای اے‘‘ پڑھ کر اس بستی میں گزرے شب و روز کی یادیں تازہ ہوگئیں۔موصوف نے اعلیٰ پیرائے میں ربوہ کی تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان بے شمار افضال کا ذکر کیا ہے جو اس شہر کے باسیوں کوحضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کے مطابق عطا ہوئے۔

ربوہ کی چھوٹی سی سادہ بستی نے اس کے مکینوں اور ہر نووارد کو کھلے دل کے ساتھ اپنی بانہوں میں سمیٹا اور انہیں امن وسکون کی زندگی دیتے ہوئے دینی اور دنیاوی تعلیم کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچا دیا کہ بڑے بڑے شہر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ الحمد للہ۔

اس بستی کی بنا تقدیر الہٰی کے مطابق تمام زمینی اسباب وسہولیات کے بغیر ایک بنجر بے آب وگیاہ زمین پر صرف چند مہاجرین کے ہاتھوں اللہ کے توکل اور ابراہیمی دعاؤں پر رکھی گئی۔ مکہ معظّمہ کی عظیم الشان بستی کے تاجدار اعظم حضرت محمد ﷺ کے مسیح و مہدی وقت کے مصلح موعود حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانیؓ نے اپنی عظیم قیادت اور شبانہ روز دعاؤں کے پانی سے اللہ کے بے شمار فضلوں کے ساتھ اس بستی کو سینچا۔ ربوہ، حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا خود ایک منہ بولتا ثبوت پیش کرتا ہے۔

گہما گہمی کی مشینی زندگی سے بھرے پُرشہروں کے برعکس ربوہ کی خاموش پرسکون فضا، دینی و دیناوی علم دوست ماحول، مساجد، اس کے پہاڑ اور سب سے بڑھ کر خلیفة المسیح کا مسکن ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سے میرے دل کو بھاتا تھا۔ دل کے اندر ایک چھپی ہوئی خواہش رہتی کہ کاش اللہ میاں مجھے بھی اس بستی کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے اور بزرگان جماعت کی صحبت عطا کرے۔ اپنے آبائی شہر کھاریاں سے جلسوں اور اجتماعات پر کبھی پسنجر ٹرین اور کبھی ریل گاڑی پر ربوہ آنا اور بہت سی خوبصورت یادوں کوسمیٹ کر آئندہ سال آنے کی امید پر رخصت ہونا کبھی نہیں بھولتا۔ بچپن کی یادوں میں جلسوں کے موقعوں پرعزیز و اقارب سے میل ملاقات کے علاوہ امی جان مرحومہ کے ساتھ افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے گھروں میں جا کر ملنا بہت اہم ہوتا تھا۔ اسی طرح چھوٹی موٹی خریداری کے بہانے اپنے پسندیدہ گول بازار چکر لگانا اور وہاں کی مشہور آئس کریم اور شامی کباب کے مزے اڑانا سال بھر کی عیاشی کی انتہا ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل کی خاموش صدائیں سنیں اور میٹرک کے بعد 1974ء کے بعد کے حالات کے تقاضوں کے تحت گھر والوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان حالات میں جامعہ نصرت ربوہ ہی میری مزید تعلیم کے لیے موزوں ترین درسگاہ ہوسکتی ہے۔ دلی مراد بھر آنے کی خوشی میں سب سے پہلے کالا برقعہ (جو کہ ربوہ کی خواتین کا طرۂ امتیاز تھا) سلوایا گیا اور مزید ضروری انتظامات کے بڑے فخر سے جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ لے کرمتصل ہوسٹل میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ہمارے اباجان چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم نے حضرت میاں مبارک احمد صاحب کا نام ان کی اجازت سے گارڈین کی حثیت سے لکھوا دیا۔

ربوہ میں گزرے چند سالوں نے میری دینی اور دنیاوی اور اخلاقی تعلیم میں اہم کردار ادا کیا۔ علمی، عملی اور اخلاقی لحاظ سے جوعلم جامعہ نصرت کے باوقار اساتذہ نے ہمیں دیا کسی اورشہر کی کوئی درسگاہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ اس زمانے میں ہمارے جامعہ نصرت میں بے مثال خواتین پروفیسرز مسز رضیہ درد، مس نعیمہ سلہری، مس احسن، مس صادقہ ظفر، مس امتہ الحکیم عائشہ، مس انجم اسی طرح دیگر اور قابل اساتذہ بھی تھیں۔ کالج کی پرنسپل محترمہ مسز فرخندہ شاہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے) اور ان کے بعدمسز بشریٰ بشیر مرحومہ تھیں کہ جو اپنی ذات میں علم عمل کا بلند چراغ تھیں۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ ان سب اساتذہ پر اپنی رحمت اور فضلوں کی بارشیں برسائے۔ آمین

حضرت آپا جان مریم صدیقہ مرحومہ (المعروف چھوٹی آپا جان) اور حضرت مہر آپاجان مرحومہ کا ورود ہمارے کالج اور ہوسٹل کی تمام تقریبات میں ہوتا اور ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کی جاتیں پھرخوبصورت ارشادات اور نصائح سے لطف اندوز ہوتے جو کہ ذہن کے پردے پہ آج بھی نقش ہیں۔ یہ دونوں قابل احترام ہستیاں بہت نادر اور پرشفقت وجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان پیاری ہستیوں کے درجات بے شمار بلند کرتا چلا جائے، آمین۔ کئی دفعہ ہم ہوسٹل کی لڑکیاں حضرت چھوٹی آپاجان کی رہائش گاہ پر بغرض ملاقات و دعا حاضر ہوتیں تو بہت خوشی کا اظہار فرماتیں۔ بے حد مہمان نوازی اور دل جوئی کرتیں کہ بچیاں دوسرے شہروں سے تعلیم کی غرض سے اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر آئیں ہیں اس لیے فرداً فرداً پاس بٹھا کر حال احوال دریافت فرماتیں۔ اسی طرح حضرت میاں مبارک احمدمرحوم اوران کی بیگم محترمہ آپا طیبہ بیگم مرحومہ کی شفقت دل و دماغ کے پردے پر انمٹ نقوش ثبت کر گئی۔ کئی بارحضرت میاں صاحب مرحوم خادمہ کے ہاتھ چٹ دے کر ہوسٹل کی انچارج وارڈن محترمہ آپا نعیمہ مرحومہ کے پاس بھجوا دیتے کہ ان بچیوں کو گارڈین ہونے کی حیثیت سے گھر پر بلانا ہے فلاں دن اور وقت بھجوا دیں۔ اس طرح گھر بلا کرمحترم میاں صاحب مرحوم اور آپا طیبہ صاحبہ مرحومہ خوب خاطر مدارت کرتے۔ ان کے پرلطف ڈائننگ ٹیبل کے پکوان ابھی تک یاد آتے ہیں۔ ان عظیم پرشفقت وجودوں پر اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے انوار کی بارشیں برساتا چلا جائے۔ آمین

جمعة المبارک کا روز اپنی شان کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ رکھتا ہے لیکن ربوہ میں پڑھے گئے جمعے یوں لگتا ہے ایک علیحدہ ہی فضا اور ماحول بنا دیتے تھے۔ خلیفة المسیح کی اقتدا میں خطبہ جمعہ سننا اور نماز ادا کرنا دل میں ایک خاص جوش اور ولولہ پیدا کر دیتا تھا۔ جمعہ کے روز خاص اہتمام کے ساتھ اپنی وارڈن آپا نعیمہ صاحبہ کے ہمراہ تمام ہوسٹل کی لڑکیاں خوبصورت عظیم الشان مسجد اقصیٰ جاتیں۔ حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کی دل نشین آواز میں خطبہ سنتے اور حضور کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی کی جاتی۔ الحمد للہ۔

ربوہ کی یادوں میں اگر ہمارے واجب الاحترام مولانا سلطان محمود انور مرحوم ان کی بیگم ہماری بہت عزیز خالہ جان محمودہ شوکت صاحبہ اور ان کے بچوں کا ذکر نہ کروں تو نا انصافی ہو گی۔ انہوں نے جامعہ نصرت ہوسٹل کے قیام کے دوران ہمارا اس قدر پیار سے خیال رکھا کہ دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ خالہ جان نے اکثرویک اینڈ پر (ہمارے کزن) اپنے بیٹے نعمان محمود کو بھجوا دینا کہ آپا کو جا کر لے آؤ پھر خالہ جان کے گھر سے واپس جانے کو ہی دل نہ کرنا۔ اس قدر بے تکلفی، اپنائیت کے ماحول میں کھانا پینا، رہنا ہوتا لگتا تھا کہ اپنے ہی گھر آ گئے ہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوتا۔ ہماری خالہ جان بے حد مہمان نواز، خوش اخلاق اور محبت بھری بے تکلف طبعیت کی مالک ہیں، انہوں نے کہنا کہ لڑکیو! اپنا گھر سمجھو جو دل چاہتا ہے کھاؤ اور دل چاہتا ہے تو پکا بھی لو، ہم نے ہفتے بھر کے کپڑے دھونے، خالہ جان کے ہاتھ کے مزیدار کھانے کھانے۔ خالہ جان کے ساتھ اپنے پسندیدہ گول بازار جا کر ضروری خریداری کرنی اور کپڑے سلوانے کے لیے مشہور زمانہ ماڈرن ٹیلر کی دکان کے چکر لگانے ۔ خالہ جان نے اگلے ہفتے واپس آنے کے وعدے پر نعمان بھائی کے ساتھ واپس ہوسٹل بھجوا دینا۔ اللہ تعالیٰ پیاری خالہ جان کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے، اور ان کی اولاد کو اپنے فضلوں سے نوازے، آمین۔ ان کے پیار بھرے احسان کبھی دل سے محو نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ اس شہر کے باسیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنے عظیم بزرگان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آنے والی نسلوں کے لیے اپنے کردار اور عمل سے نمونہ پیش کرتے ہوئے یادوں کے خوب صورت پھول چننے کی توفیق دے، آمین۔ دنیا کے تمام شہر، قصبے اور گاؤں اپنے درو دیوار اور زمین کے لحاظ سے کچھ حثیت نہیں رکھتے جب تک ان میں باعمل افراد اپنے کردار کی خوبصورتی سے گلی کوچوں کی تزئین کرنے والے نہ ہوں ربوہ اس کی ہمیشہ مثال پیش کرتا رہا ہے۔ اللہ کرے آئندہ بھی ایسا ہی ہو، آمین۔ واقعی ربوہ ربوہ ای اے اس کا کوئی مقابلہ نہیں۔محترم ایڈیٹر صاحب کے مضمون کے ردعمل میں ایڈیٹر کی ڈاک میں ان کے مضمون پر تبصرہ لکھنے بیٹھی تو قلم ہی نہ رکا اور ربوہ کی بے شمار یادوں نے اپنے حصار میں لے لیا کہ خط طوالت اختیار کرتا چلا گیا۔ ان بہت سی انمول یادوں میں سے چند سپرد قلم کر دی ہیں۔ اب یہ خط ہے یا مضمون محترم ایڈیٹر صاحب ہی فیصلہ کر کے اخبار کی زینت بنا دیں تو مہربانی ہو گی۔ جزاك اللہ

ناصرہ احمد۔ بریمپٹن ، کینیڈا

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

ہوئے کہا کہ لوگو! تم پر اس اُمّت کے امین امیر مقرر ہوئے ہیں۔ (حضرت ابوعبیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امین کے لقب کا خطاب دیا تھا۔) حضرت ابوعبیدہ نے جواب میں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔

(تاریخ الطبری جزء4 صفحہ 82 ثم دخلت سنۃ ثلاث عشر...، صفحہ 242 ثم دخلت سنۃ سبع عشرۃ... دارالفکر بیروت لبنان 2002ء)

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 751 مسند خالد بن ولید حدیث نمبر 16947، 16948 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ تھا خوشدلی سے خلیفہ وقت کے فیصلے کو ماننا۔ آج بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہوجاتے ہیں۔عموماً تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جب کسی عہدہ سے ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کمی تھی ہم میں؟ اگر یہ نمونے اپنے سامنے رکھیں جو تاریخ ہمیں دکھاتی ہے تو کبھی اس قسم کے سوال نہ اٹھیں۔ بہر حال ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی وہی قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ اسی رسول کی ہم پیروی کرتے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے اور احادیث کی کتب میں ہمیں وہ رہنمائی مل بھی جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ابن الیف آر بسمل

مولوی صاحب! آپ کے خلیفہ نے اذان کہی ہے

فَضَرَبۡنَا عَلٰۤی اٰذَانِہِمۡ فِی الۡکَہۡفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا ﴿۱۲﴾

(الکھف: 12)

حضرت (خلیفہ) نور الدین (جمونی) صاحبؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں سے تھے حضرت مسیح موعود نے ان کو اپنے 313 صحابہ کی فہرست میں 164 نمبر پر شمار کیا ہے۔

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) علوم طب اور قرآن وحدیث کے حصول کے بعد جب اپنے وطن بھیرہ واپس تشریف لائے تو جلال پور جٹاں (گجرات) سے ایک نوجوان نور الدین آپ کی شاگردی میں بھیرہ آ گئے اور پورے صدق و وفا کے ساتھ آپ کے ہو کر رہ گئے آپ نے بھیرہ ہی میں ان کی (پہلی) شادی اپنی اہلیہ کے مفتی خاندان میں کروا دی اور جب آپ کو جموں و کشمیر میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کے شاہی طبیب کے طور پر ملازمت ملی تو آپ نے ان کو بھی جموں بلوا لیا۔

یہ انہی دنوں کا واقعہ ہے (خلیفہ) نور الدین (جمونی) بیان کرتے ہیں:

جموں میں جس مکان میں ہم رہتے تھے وہ محلات شاہی کے سامنے تھوڑی دور واقع تھا میں اپنے مکان کے باغ میں ایک طرف اذان دیا کرتا تھا اور خاکسار و مولوی صاحب نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے اس جگہ بھی حضرت مولوی صاحب نے مجھے اپنا امام مقرر کر رکھا تھا۔

ان دنوں ریاست جموں وکشمیر میں اذان کی سخت بندش تھی اور اذان دینے والے کے لئے سخت سزا مقرر تھی ایک دن میں نے جوش میں آ کر اذان ذرا بلند آواز سے کہہ دی تو مہاراجہ صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو بلا بھیجا اور کہا کہ دیکھئے مولوی صاحب! آپ کے خلیفہ نے اذان دی ہے اس اذان میں حی علی الصلواۃ حی علی الفلاح کے الفاظ آئے ہیں کیا ان کا مطلب یہی ہے کہ آ کر نماز پڑھو۔ مولوی صاحب نے فرمایا مطلب صحیح ہے مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے مولوی صاحب پھر یہ خدا کا حکم ہے نا کہ نماز کی طرف آؤ مولوی صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ مہاراجہ نے کہا کہ جو خدا کا حکم سن کر نماز پڑھنے کے لئے نہ آئے تو وہ گناہگار ہے۔

حضور نے فرمایا بالکل درست ہے مہاراجہ نے کہا کہ ہماری رعایا بہت غریب اور کمزور ہے اب اگر خدا کا یہ حکم سن کر وہ نماز نہیں پڑھیں گے تو اس نافرمانی کی وجہ سے ان پر خدا کا عذاب نازل ہو گا اس لئے ہم نے اذان دینے کا حکم ہی بند کر رکھا ہے۔

حضرت مولوی صاحب نے واپس آ کر مجھے یہ واقعہ بتلایا اور فرمایا کہ دیکھو کس طریقہ سے اذان کی بندش کے لئے ہمیں کہا ہے نیز یہ بھی کہا کہ

’’آپ کو خلیفہ کا خطاب مہاراجہ صاحب نے دیا ہے‘‘

اس روز کے بعد سے حضرت مولوی صاحب اور دیگر احباب نے مجھے خلیفہ کے لقب سے ملقب کرنا شروع کر دیا اس سے پہلے مجھے کوئی خلیفہ نہیں کہتا تھا۔

(بحوالہ مختصر حالات و روایات حضرت خلیفہ نور الدین صاحب سکنہ جموں ارسال کردہ ماسٹر عبد الواحد صاحب ایڈیٹر الاصلاح سرینگر)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، سیرالیون

سیرالیون، مکینی ریجن میں مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ مکینی کو مورخہ 2 ر اکتوبر کو اپنا سالانہ اجتماع بمقام احمدیہ مسلم سنٹرل مسجد مکینی میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اجتماع کا باقاعدہ آغاز دن 10 ر بجے مکرم الحاجی ابوبکر بنگورا صاحب ریجنل قائد کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم ابراہیم سانفا بنگورا صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا جس کے بعد ریجنل قائد صاحب نے خدام کو ان کا عہد دہروایا۔

علمی مقابلہ جات میں تلاوت، حفظِ قرآن، اذان، تقریر، نظم، دینی معلومات اور خدام کا عہد یاد کرنے کے مقابلے کروائے گئے۔ اول دوم اور سوم آنے والے خدام اور اطفال کو انعامات دئے گئے۔

علمی مقابلہ جات کے بعد ایک مختصر وقفہ ہوا جس کے بعد درجِ ذیل عناوین پر مقررین نے لیکچر دئے۔

مکرم ریجنل قائد صاحب نے خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں اور اجتماع کے انعقاد کی غرض پر ایک لیکچر دیا۔

مکرم فؤاد سانفا بنگورا صاحب نے تحریک جدید کی غرض و غایت بیان کی۔

مولوی عبدالائی عمر طورے نے خلیفۂ وقت کے ساتھ پیار اور محبت کا تعلق بنانے پر لیکچر دیا۔

ان تقاریر کے بعد نمازِ ظہر وعصر جمع کر کے ادا کی گئیں اور شاملین کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اختتامی تقریب کی صدارت مکرم طاہر احمد فرخ صاحب ریجنل مبلغ مکینی نے کی اور اول دوم اور سوم آنے والے خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ آپ نے مقامِ مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی اور رشتہ ناطہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور جماعتی ہدایات پر روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت پروگرام کا اختتام ہوا۔

کل حاضری 231 ر رہی اور 24 ر مجالس کی طرف سے نمائندگی ہوئی۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، نہ کسی اور طرح سے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

پس ایک احمدی مسلمان سے نہ صرف احمدی مسلمان بلکہ ہر مسلمان، ہر قسم کی ناجائز تکلیف سے محفوظ ہونا چاہئے اور نہ صرف مسلمان بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ تکلیف پہنچانے کی برائی سے وہ پاک ہوتے ہیں تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ پھر اُس نے بھی نیکی کے اعلیٰ معیار کو پا لیا۔ مومن کا تو ہر قدم آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور بڑھنا چاہئے، ورنہ تقویٰ اور ایمان میں ترقی نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائطِ بیعت کی نویں شرط میں فرمایا کہ:

’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلتا ہے، اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ یکم جون 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموزبات

وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرہ:4) رزق سے مراد صرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا، علم، حکمت، طبابت۔ یہ سب رزق میں ہی شامل ہے۔ اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 20 ایڈیشن 1988ء)

مدیحہ مصوّر کاہلوں۔ ریجائنا، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

13 نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:11	17:39
مدینہ منورہ	05:15	17:36
قادیان	05:31	17:30
ربوہ	05:11	17:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:47	16:17